عشقِ محمدی کی لازوال داستان

ڈاکٹر مسعود الحسن عثمانی

اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے مسلمانوں کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے وہ وابستگی عطا فرمائی جس کے مقابلے میں دنیا کا بڑے سے بڑا اعزاز وافتخار ہیچ ہے، توحید اور عقیدۂ آخرت کی جو فکری دولت اور باعث فخر امتیاز کا جو عظیم سرمایہ ان کے حصہ میں آیا ہے اس میں دنیا کی سربلندی اور دین کی سرخ روئی دونوں کے لیے سامانِ تقویت پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

یہ ایک زندۂ جاوید حقیقت ہے جو ابتدائے آفرینش سے مختلف نوعیتوں سے جلوہ گر ہوتی رہی ہے، ''میلادِ آدم'' کا جو عظیم تحفہ اس کائنات کو عطا فرمایا گیا ہے اور اللہ نے اپنی خاص مشیت سے اور حکمت ومعرفت کے سائے میں انسان کو اس سرزمین پر اتارنے کا فیصلہ فرمایا اس میں بھی دراصل یہی راز مضمر تھا، اس وقت سے لے کر بعثت محمدی تک اور پھر ایک طویل وقفہ کے بعد سے نبوت محمدی تک جو زمانہ گردش لیل ونہار کے ساتھ گزرتا رہا ہے وہ دراصل اللہ کی طرف سے ایک خاص استقبال تھا جس کا اہتمام خود رب العالمین نے رحمۃ للعالمین کے لیے مخصوص ومحفوظ رکھا تھا۔

اس کائنات میں انبیاء کرام کی آمد، صحف سماوی کا نزول اور ہر دور میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا اعلان وبشارت ایک خاص اشارہ تھا اور بار بار اس کا مظاہرہ ہوتا رہا، گویا اس بات کی خاموش تشہیر ہوتی رہی کہ صدیوں کے بعد جو ذات گرامی اس کائنات میں تشریف لائے گی کہ اب اس کے بعد اس کائنات میں نہ کوئی نبی آئے گا، نہ کسی کتاب آسمانی کا نزول ہوگا، نہ کوئی نئی شریعت قائم ہوگی اور نہ کوئی نئی ملت وجود میں آئے گی، حجۃ الوداع کے موقع پر اسی لیے اس زندۂ جاوید حقیقت کا قرآن پاک کی ایک آیت میں اعلان بھی فرما دیا گیا، کہ ہم نے آج دین کو مکمل کر دیا، نعمتوں کی تکمیل کر کے اسلام کو ہمیشہ کے لیے پسند فرما لیا گیا، اسی اعلان میں ختم نبوت کا معجزانہ اظہار اور قیامت تک اس کائنات میں ملت اسلامیہ کی بقا اور اپنے دین سے اس کی غیر معمولی وابستگی کے ساتھ آقائے کائنات فخر موجودات امام الانبیاء ختم المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے عشق ومحبت کا ناقابل تسخیر جذبہ اور وقت وحالات کی ناقابل برداشت ساعتوں میں بھی اس کے قلب ونظر میں

اس محبت اور عشق کی حرارت وتمازت اور اس کا لطف وانبساط اور اس کے لیے اپنے مالک کے حضور اظہار عبدیت واظہار شکر گزاری کے ساتھ اس دولت کو ہر قیمت پر محفوظ رکھنے اور اس پر فخر کرنے کا حوصلہ بھی شامل تھا۔

تاریخ شاہد ہے کہ ڈیڑھ ہزار برسوں کی اس طویل مدت میں دنیا بڑے بڑے انقلابات سے دوچار ہوئی ملت اسلامیہ کے وجود کا مسئلہ ایک چیلنج کے طور پر سامنے آیا، دین وشریعت کی حفاظت اور عقیدۂ توحید ورسالت کے ساتھ زندگی گزارنے کا فیصلہ اور آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا اظہار اس بدنصیب دنیا میں ایک سنگین جرم قرار دیا گیا، لیکن اللہ کا احسان ہے کہ مسلمانوں کے صبر واستقلال اور جذبۂ استقامت میں کبھی ادنیٰ درجہ کی کمزوری بھی نمایاں نہیں ہوسکی، دور جدید کے کمزور وناتواں اور فکر ونظر کی غلامی میں مبتلا مسلمان بھی ایک لحہ کے لیے خود کو کبھی اس پر راضی نہیں کرسکے کہ ان کی آنکھوں کے سامنے توہین رسالت کا جرم کیا جاتا رہے اور وہ خاموش تماشائی بنے رہیں، ان کے کان مکروہ آواز سنتے رہیں اور اسے انگیز کرتے رہیں، شریعت کا مذاق اڑایا جاتا رہا ہے، قرآن پاک کی بے حرمتی کی جاتی رہے اور وہ اس کے باوجود اپنے جان ومال کی حفاظت کو ترجیح دیتے رہیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کے مقابلے میں اپنی جانوں کو قربان کرنے کا فیصلہ کیا اور اس کو زیادہ بہتر سمجھا کہ اسی فکر وعمل پر آخرت کی سرخ روئی کا انحصار رکھا گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، مسلمانوں کی آن اُن کی جان اور اسلام کا روشن ترین عنوان ہے۔

اس کے بغیر زندگی کا کوئی تصور نہیں، فکر ونظر میں کوئی روشنی اور بالیدگی نہیں، دلوں میں کوئی گرمی او رحرارت نہیں، آواز میں طاقت وتوانائی نہیں، کسی عمل میں استقامت نہیں، کسی عمل کا کوئی وقار واعتبار نہیں، ملت کی کوئی حیثیت نہیں مسلمانوں کا کوئی وجود نہیں، یہی جذبۂ عقیدت ومحبت اور ایمان کامل کا یہی بھرپور اظہار تھا جس نے بے سروسامان نحیف ونزار تھوڑے سے مسلمانوں کو توحید واطاعت کے سانچے میں ڈھال کر تسخیر کائنات کا حوصلہ عطا کیا تھا، یہی حضرت صدیق اکبر کی صدیقیت تھی، حضرت فاروق اعظمؓ کی فاروقیت تھی، حضرت عثمانِ غنیؓ کی عثمانیت تھی اور یہی فکر لازوال حضرت علیؓ کی علمیت میں پوشیدہ تھی، عشق ومحبت کی یہی داستان بدر واحد میں سنی گئی، طائف اور ہجرت کے سفر میں نظر آئی، صلح حدیبیہ اور فتح مکہ میں چمک کر نمودار ہوئی، صحابۂ کرام کی زندگی میں اسی کا جلوہ اور پرتو نظر آیا، میدانِ کربلا میں حضرت حسین نے جام شہادت نوش فرما کر اس داستان عظیم کو حسن وزینت بخشی اور چشم فلک نے اس منظر کو ہمیشہ کے لیے اپنے دامن میں محفوظ کرلیا، یہ سب اور اسکے بعد سے اب تک اس کائنات میں اس طرز پر جو کچھ بدلتا رہا ہے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے سچی وابستگی اور اسی عشق ومحبت کا انتہائی پاکیزہ مظاہرہ ہے جسے آج بھی دنیا دیکھ رہی ہے، یہ ایک دینی سرمایہ اور عظیم امانت ہے جو اللہ نے مسلمانوں کو بہ طور

خاص عنایت فرمایا ہے اور اسی پروردگار کا یہ احسان بھی ہے کہ مسلمانوں نے اس کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا ہے اور دنیا کو یہ باور کرادیا ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں وہ شرعی طور پر اس کے لیے پابند اور مجبور ہیں۔

ربیع الاول کا مبارک مہینہ اور اس کی مبارک ساعتیں اسی پیغام کو عام کرنے کے لیے ہیں، یہ عشق ومحبت کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے اور دین ودعوت کی فکرمندی اور خود اپنے کردار وعمل کے احتساب کا وقت بھی ہے، سنجیدہ او ر پاکیزہ عشق زندگی میں بھی سنجیدہ اور پاکیزہ انقلاب کا داعی ہوتا ہے، اگر ایسا نہیں ہے تو عشق کی عظمت وحرمت پر حرف آسکتا ہے، عشق محمدی کا دیوانہ اپنے خاص بانکپن میں اپنے آقا کے حکم وہدایت کا پاس دار، ان کے نقش قدم کا وفادار اور ایک غلامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے دنیا کا سپہ سالار ثابت ہوسکتا ہے اور تاریخ نے اپنی آنکھوں سے بارہا ایسے مناظر دیکھے بھی ہیں۔

اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

اللہ تعالیٰ اسی عشق کو ہمارے دلوں میں باقی رکھے، اس کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے سائے میں زندگی گزارنے کا سچا جذبہ اور حقیقی حوصلہ عطا فرمائے، خامیوں کوتاہیوں پر نظر رکھنے کی بھی توفیق ملتی رہے، دنیا میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کے مظاہرے آخرت میں بھی قابل قبول ہوں اور ہماری مغفرت کا ذریعہ بن جائیں، موجودہ زندگی بھی کام یاب ہو اور آخرت کا اجر بھی نصیب ہو اخلاص وللہیت میسر آئے، ربیع الاول کی مبارک ساعتوں میں اللہ کے حضور میں رونے اور گڑگڑانے کی ضرورت ہے، یہی اسوۂ حسنہ ہے، بدر کے میدان میں چند جاں نثاروں کے ساتھ دین کی حفاظت اور آئندہ کے لیے اس کی تبلیغ واشاعت کی خاطر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک جس طرح اللہ کے حضور میں جھکی تھی چشم مبارک سے جس طرح آنسو رواں ہوئے تھے قلب اطہر کا اضطراب جس طرح زبانِ مبارک پر دعا بن کر نمودار ہو رہا تھا وہ رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے پیغام عمل اور حالات کی شدت میں نسخۂ کیمیا ہے، اس کو چھوڑ کر جو طریقۂ عمل اختیار کیا جائے گا اس میں تاثیر وتاثر کا فقدان ہوگا اور اس کی روشنی میں جو حکمت اختیار کی جائے گی اس میں فلاح وکام یابی اور بشارتوں کا اعلان ہوگا۔

دلِ مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارا
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارا

☆☆..........☆☆